

نالائقی کا سمندر؟

مختلف وجوہات کی بنا پر تحریک انصاف کی حکومت کے خلاف ایک مربوط اور حد درجہ منظم مہم چلائی جا رہی ہے۔ ایسے لگ رہا ہے کہ پاکستان بننے سے لیکر اب تک عمران خان ناکام ترین وزیر اعظم ہے۔ اسکی ٹیم حد درجہ نالائق ہے۔ کسی قسم کا کوئی کام کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اس طرح کے مختلف الزامات یکسوئی کے ساتھ تو اتر سے سننے میں آرہے ہیں۔ اس منفی پروپیگنڈے کی بدولت عام لوگوں میں کافی حد تک مایوسی کے جذبات پھیل رہے ہیں۔ جن افراد کے پاس کم معلومات ہیں، یا جو بات کی تہہ تک جانے کی کوشش نہیں کرتے، لازم ہے کہ اس طرح کی یکطرفہ معلوماتی مہم کے سامنے بے بس سے نظر آرہے ہیں۔ مگر مکمل طور پر غیر تعصّب طریقے سے معاملات کو پڑھیں تو صورتحال یکسر مختلف ہے۔ ہاں، ایک اور بات، کہ عمران خان، سلیکٹڈ وزیر اعظم ہیں۔ ایک خاص ادارے نے اپنی سہولت کے مدنظر، خان کو وزیر اعظم بنوایا ہے۔ اس طرح کے اور الزامات اور گرد کو پھیلا لایا جا رہا ہے۔ دراصل تمام صورتحال کی آڑ میں چند سیاسی اکابرین، اپنی رہائی اور بھرت کی راہ ہموار کرنے میں مشغول ہیں۔ اس امر کے ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں کہ مسلم لیگ ن کے قائدین، اپنے حد درجہ معاشی جرام کو چھپانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ مقصد چند اکابرین کا پروپیگنڈے کی سموک سکرین قائم کر کے اپنی جان خلاصی کر دانا ہے۔ اس حکمتِ عملی میں میڈیا کے چند افراد، ایک حالیہ قائم شدہ میڈیا سیل اور چند اخبارات ہر ادل دستے کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

متوازن نظریہ تو یہ ہے کہ کوئی بھی سیاسی جماعت حکومت میں آنے کے بعد سو فیصد مسائل حل نہیں کر سکتی۔ دنیا کے کسی بھی سیاسی نظام کو دیکھ لججئے۔ آج تک کسی بھی ملک میں کوئی بھی ایسی حکومت نہیں آپائی جو عوامی سطح کے تمام مسائل کو حل کر سکتی ہو۔ چین، امریکہ، فرانس، یوکے، کہیں پر بھی ہر طریقے سے معاملات کو حل کرنے کی استطاعت کسی بھی سیاستدان کے پاس نہیں ہے۔ اہم نکتہ یہ ہے کہ ملک میں مروجہ انتظامی نظام کیا ہے اور سیاسی فیصلوں کو تمکیل تک پہنچانے کی کتنی اہلیت رکھتا ہے۔ یوکے، سویڈن یا ناروے میں انتظامی ڈھانچہ موجود ہے جو کسی بھی سیاستدان کو ایکشن کے دعوے پورے کرنے میں بخوبی مدد کرتا ہے۔ مگر پاکستان میں یہ انتظامی نظام مکمل طور پر مفلوج ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہم معاملات کو حقیقت کی عینک سے دیکھنے سے محروم ہیں۔ لہذا کوئی بھی یہ بات نہیں کرتا کہ جز لپڑیز مشرف نے انتہائی نادانی اور کم عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحصیل اور ضلع کی حد تک صدیوں سے منتند شدہ نظام کو یک جنبش قلم برباد کر دیا۔ تحصیل، ضلع اور ڈویژن کی حد تک کوئی مرکزی افسر موجود نہیں ہے، جو مکمل اختیار رکھتا ہو کہ حکومتی پالیسی کو عملی جامہ پہننا سکے۔ ڈپٹی کمشنز اور ایمس ڈی ایم کے عہدوں کو غیر فعل کر دیا گیا۔ بڑی چیزوں کو چھوڑ دیجئے۔ روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں کنٹرول کرنے کا اختیار تک انتظامیہ سے لے لیا گیا۔ تجاوزات کو ہٹانے اور اس طرح کے دیگر انتہائی اہم مقامی معاملات کو دیکھنے کیلئے کوئی سرکاری اہلکار یا ادارہ موجود نہیں ہے۔ عدیہ کے سوچ جوں کو یہ اختیار تعویز کرنے سے معاملات بگڑ گئے۔ کوئی بھی عدالتی رکن بازار میں جا کر مختلف نوعیت کے اہم مقامی مسائل کو دیکھنے پر آمادہ نہیں ہے۔ عدیہ کی تربیت میں عوامی رابطہ کا غصر مفقود ہے۔ نتیجہ یہ کہ ایک غیر فعل نظام

وجود میں آگیا جو کسی بھی کام کرنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ عمران خان کا سب سے گھمبیر مسئلہ یہ ہے کہ اپنے اعلانات کو عوامی بہبود کی فلاح کیلئے استعمال کرنے کیلئے کس مشینری یا مقامی نظام کی طرف جائے۔ اگر وہ پرانے انتظامی ڈھانچے کی طرف جاتا ہے تو لازم ہے کہ عدیلہ کسی بھی قیمت پر یہ کام نہیں ہونے دیگی۔ پارلیمنٹ میں جائے تو حزبِ اختلاف کسی قسم کے ثبت تعاون کا اٹھا رہیں کریں گی۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر سنجیدہ حلقوں میں کوئی بحث نہیں ہوتی۔ انتظامی افسر کے طور پر جانتا ہوں کہ تحصیل، ضلع اور ڈویژن کی حد تک افسران کو انتظامی اختیارات دیے بغیر کوئی بھی حکومت کا میاب نہیں ہو سکتی۔ مقامی عدیلہ کے پاس اختیارات آگئے ہیں۔ مگر اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا کوئی عملی قدم کم از کم طالب علم کی نظر سے نہیں گزرا۔ پہلا مشورہ یہ ہے کہ تمام جماعتیں، یکسوئی سے بیٹھ کر اس صورتحال کو مناسب قانون سازی سے حل کریں۔ عدیلہ کو بھی اپنی مشکلات کے معاملے میں اعتبار میں لیں۔ مثال دیتا ہوں۔ تجاوزات، ہٹانے کا کام بہت اچھا ہے۔ مگر کیا یہ واقعی سپریم کورٹ کے عدالتی حکم پر ہونا چاہیے۔ پرویز مشرف سے پہلے، یہ کام مقامی سطح پر ایک مجسٹریٹ کیا کرتا تھا اور خوب کرتا تھا۔ بہر حال عمران خان کو ایک با اختیار انتظامیہ کی حد درجہ ضرورت ہے۔ اسیلے بھی، کہ اسکے الیکشن میں دعوے اور اعلانات غیر معمولی نوعیت کے ہیں۔ مضبوط انتظامیہ کے بغیر ان میں سے اکثر اعلانات کو پایہ تکمیل تک پہنچانا مشکل ہو جائیگا۔ مناسب سیاسی حکمتِ عملی سے بھی بھی تمام کام احسن طریقے سے کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر مہنگائی کے جن کو بوتل میں واپس بند کرنے کا کام صرف اور صرف با اختیار مقامی انتظامیہ ہی کر سکتی ہے۔ مثلاً مارکیٹوں میں اشیاء خوردنو ش کی قیمتوں پر ہر وقت کڑی نظر رکھنا، زیادہ قیمت وصول کرنے پر سزا دینا، یہ معمولی نظر آنے والے کام، ہرگز ہرگز معمولی نہیں ہیں۔ خان صاحب اور انکی ٹیم کو اس جانب، جلد یا بدیر یوسوچنا پڑیگا۔

عرض کروزگا کہ میڈیا کے معاملات کو دیکھنا اور ان کا اعتماد بحال کرنا بھی حد درجہ اہم ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ پچھلے دس برس میں، تقریباً ہر سال بچپاس سے سترارب کے سرکاری اشتہارات بطور "تحفہ" اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا کو پیش کیے جاتے تھے۔ اس سے کیا اثرات مرتب ہوئے۔ میڈیا کے تجارتی مالکان کے منافعوں میں قیامت خیز اضافہ ہو گیا۔ بڑے بڑے تاجر، اپنا کام چھوڑ کر چینل کھولنے کی طرف چل پڑے۔ اس میں مشیات سے بھی زیادہ منافع ہو رہا تھا۔ اشتہارات کے نرخ پڑھ کر دل گھبرا جاتا ہے کہ با خدا، سرکاری پیسے کو کس بے دردی سے سابقہ حکومت صرف اور صرف اپنی ترویج کیلئے استعمال کرتی رہی۔ مالکان کے علاوہ، مخصوص افراد نے بھی حد درجہ پیسے کمانے شروع کر دیے۔ جس شخص کو کوئی دس ہزار کی نوکری نہیں دیتا تھا، انہوں نے اپنکے بنکر اتوں رات بیس سے پچیس لاکھ ماہانہ وصول کرنے شروع کر دیے۔ اس بذریعہ نے ایک نئے طبقہ کو جنم دیا۔ جسکے مالی مفادات، سرکاری اشتہارات سے وابسطہ تھے۔ جب موجودہ حکومت نے اس پالیسی کو میرٹ پر تبدیل کرنے کی کوشش کی، تو میڈیا مالکان نے قیامت خیز طوفان برپا کر دیا۔ شرح منافع کم ہونے سے اپنی تجویزی کو بھرنے سے گریزناہ کیا۔ مگر بحران کو بڑھانے کیلئے، لوگوں کو فارغ کرنا شروع کر دیا۔ باخبر لوگ جانتے ہیں کہ منافع کم ہوا ہے۔ مگر افرادی قوت کو نکالنا، بحران کو بڑھانے کی حکمتِ عملی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ، ہمارے وہ قلم کا رجسٹر کرنے والے معاشری مفادات پر زد پڑی ہے، انہوں نے چیخ و پکار شروع کر دی، کہ حکومت ناکام ہو گئی۔ ہربات پر بے جا تقدیم کا معاملہ

روارکھا۔ اس پروپیگنڈے سے عام لوگ متاثر ہونے لگے۔ بہت کم لوگ، اس کھیل کی بنیاد اور محرکات کو سمجھتے ہیں۔ جس اینکر کی تخلواہ پچاس لاٹھ سے دس لاکھ ہوئی ہے، لازم ہے وہ تو چینیں ضرور مارے گا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے۔ یہ کھیل اب دم توڑ رہا ہے۔ کیونکہ حکومت بڑے ضبط اور صبر سے معاملات کو نسبتاً بہتری کی طرف لیجات ہے۔ کاغذ پر ڈیوٹی کی کمی اس زمی کا ایک ثبوت ہے۔

فعال انتظامی نظام کی عدم موجودگی اور میدیا میں معاشی معاملات نے وہ منفی فضایا کر دی، جس سے ہمارے ہوئے سیاستدانوں کوئی زندگی مل گئی۔ خاندانِ شریف اور خاندانِ زردار، کی کرپشن پوری دنیا میں ضربِ اشتمل ہے۔ انکا ہر پروجیکٹ پیسہ کمانے کی ترکیب تھی۔ سی پیک کے منصوبوں میں بھی خود فرمائش کر کے رازداری کی شق رکھوائی۔ لاہور شہر کی اربوں روپے کی سبسدی، ترکی کی جس کمپنی کو ادا کی جاتی ہے اس میں ہمارے اور ترکی کے حکمرانوں کے فرنٹ میں مبینہ طور پر شامل ہیں۔ عوام کو سہولت دینے کے بہانے، اربوں روپے، دونوں ہاتھوں سے سیمیٹے جا رہے تھے۔ اگر موجودہ حکومت اسکو بند کرتی ہے، تو ایک طوفان کھڑا کر دیا جائیگا، کہ دیکھیے ہم نے عوام کو سستی ٹرانسپورٹ کی سہولت دی تھی، تھریک انصاف کی حکومت عوام دشمن ہے۔ یہ حدرجہ مشکل صورتحال ہے۔ جسکو حل کرنے کیلئے حدرجہ محنت بلکہ ریاضت کی ضرورت ہے۔

اب آپ موجودہ احتساب کی طرف آئیے۔ بھی تک طاقتور احتساب شروع نہیں ہوا۔ آل شریف کے خلاف مقدمات اور انکوازیاں انکے حکومتی دور میں شروع ہوئیں۔ رعنوت اور تکمیر کا اندازہ لگائیے کہ جب ایک سابقہ چیئر مین نادرانے والوں کی گنتی کو "جہاں پناہ" کی مرضی کے مطابق کرنے سے انکار کر دیا، تو نہ صرف انہیں نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔ بلکہ انکے اہل خانہ کو بھی دھمکیاں ملنی شروع ہو گئیں۔ اس شریف آدمی کو زندگی اور عزت بچانے کیلئے ملک چھوڑا پڑا۔ احتساب کو بے رحم ہونا چاہیے۔ اسکی آگ سے معاشی دہشت گردیوں کی روییں تک جلنی چاہیں۔ مگر آپ ادنیٰ نظام کے کرشمے دیکھیے۔ کہ "بڑا بھائی" لندن علاج کیلئے راہ ہموار کر رہا ہے۔ اور "چھوٹا بھائی" منستر کالونی کے ایک محل میں مساج کروارہا ہے۔ کیا یہ "آرام دہ احتساب" امریکہ، فرانس، لندن یا ساؤتھ کوریا میں ممکن ہے؟ برادر خورد، پی اے سی کی پہلی میٹنگ میں نیب کے عمال کو حکماء بلوا کر، دباو میں لانے کی بھرپور کوشش کرتے رہے۔ گھنٹوں پار لیمنٹ میں اپنی صفائیاں پیش کرتے رہے۔ دھیلے کی کرپشن نہ کرنے کی لاحاصل بحث کو جلا بخشنے رہے۔ یہ سب کچھ ہمارے نظام کی کمزوریوں کی بدلت ممکن ہے۔ خیر اس پر بحث کسی اور وقت۔

معیشت کی زبوں حالی کا گیت الاپ کرایک پریشان کن صورتحال پیدا کی گئی ہے۔ کیا روس، قطر، سعودی عرب اور دیگر ممالک کے تاجر ان اتنے بھولے ہیں، کہ وہ ایک مردہ معیشت والے ملک میں، اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں؟ عمران خان کو جس صورتحال میں معیشت مل تھی، صرف پانچ ماہ، میں وہ حدرجہ بہتر ہوئی ہے۔ مہنگائی ضرور بڑھی ہے مگر اسکی وجہات سابقہ حکومت کی ہونا ک قرضے کی پالیسی تھی جسکو واپس کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ مگر خان جزوی طور پر اس میں کامیاب ہو چکا ہے۔ موجودہ منفی پروپیگنڈے کو ختم کرنے کی حکمت عملی صرف دن رات مخت ہے۔ جو اس وقت خان کر رہا ہے۔ بھٹو کے بعد، سولہ گھنٹے کام کرنے والا یہ دوسرا اوزیر اعظم ہے۔ ورنہ سابق "جہاں پناہ" نے تو اپنے دورِ اقتدار میں ایک فائل بھی نہیں پڑھی تھی۔ یقین نہ آئے تو کسی باخبر انسان سے پوچھ لیجئے۔ نالائقی کے

بخارا کا ہل کی گھر ای کا آپ کو بھی پتہ چل جائیگا؟ الیہ یہ ہے کہ آج ہم سابقہ مصنوعی قائدین کی بدولت اسی نالائقی کے سمندر میں ڈوب رہے ہیں! اور بچانے والے کونا ہل قرار دے رہے ہیں۔

راو منظر حیات